بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

فون نمبر ۴۹ — جسٹرڈ نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ
الفضل ربوہ

یوم پنجشنبہ — ایڈیٹر۔ روشن دین تنویر

The Daily
ALFAZL
RABWAH

قیمت فی پرچہ ۲ پیسے

جلد ۵۵/۲۰ | ۲۶ ہجرت ۱۳۴۵ہش ۔ ۵ ربیع الاول ۱۳۸۶ھ ۔ ۲۶ مئی ۱۹۶۶ء | نمبر ۱۲۱

اخبار احمدیہ

ـ۵ ربوہ ۲۵ مئی۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

ـ۵ ربوہ میں جلسہ "یوم خلافت" انشاء اللہ تعالیٰ مورخہ ۲۷ مئی بروز جمعہ بعد از نماز مغرب مسجد مبارک میں منعقد ہوگا۔ تمام اہل ربوہ جلسہ میں شمولیت کے لئے مغرب کی نماز مسجد مبارک میں ادا کرنے کی کوشش فرماویں۔ مستورات کے لئے پردہ کا انتظام ہوگا۔

(صدر عمومی لوکل انجمن احمدیہ ربوہ)

ـ۵ مکرم عبد الحمید صاحب امام مسجد ڈیٹن (امریکہ) کا ہرنیا کا اپریشن ہوا ہے۔ اپریشن اللہ تعالیٰ کے فضل سے کامیاب ہوگیا ہے۔ لیکن کمزوری بہت ہے۔ احباب آپ کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا کریں۔

(وکالت تبشیر ربوہ)

ـ۵ جرمنی سے مکرم مولوی فضل الٰہی صاحب انوری تحریر فرماتے ہیں کہ ایک نومسلم لاطینی زبان کا امتحان دینے والے ہیں۔ یہ امتحان ان کی آئندہ تعلیمی ترقی پر اثر انداز ہوگا۔ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں نمایاں کامیابی عطا کرے آمین۔

(وکالت تبشیر ربوہ)

ارشادات عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

قدرت ثانیہ کا وعدہ دائمی ہے

اس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بعثت مامور کو قدرت اولیٰ اور خلافت کو قدرت ثانیہ سے تعبیر فرمایا ہے اور بتایا ہے کہ آپ کے وصال کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے خلافت کا جو نظام قائم ہوگا وہ دائمی ہوگا اور اس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دکھلاوے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے درمیان بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن جب میں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی۔"

(الوصیت ص۶)

فضل عمر فاؤنڈیشن میں

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گراں قدر وعدے

(قسط اوّل)

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز معہ برادران کرام سلمہم اللہ تعالیٰ	۱،۰۰،۰۰۰ روپے
۲۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز	۲۰،۰۰۰ "
۳۔ محترمہ حضرت سیدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ	۵،۰۰۰ "
۴۔ محترمہ حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ	۵،۰۰۰ "
۵۔ محترم صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب	۱۰،۰۰۰ "
۶۔ " صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب	۱۰،۰۰۰ "
۷۔ " نواب عباس احمد خان صاحب	۱۵،۰۰۰ "
۸۔ صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب معہ بیگم صاحبہ	۵،۰۰۰ "
۹۔ نواب زادہ شاہد احمد خان صاحب	۱،۰۰۰ "
۱۰۔ صاحبزادہ مرزا مجیب احمد صاحب	۱۰،۰۰۰ "
۱۱۔ محترم سید محمد احمد صاحب پسر حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب	۳،۰۰۰ "
	۱،۸۴،۰۰۰ "

(سیکرٹری فضل عمر فاؤنڈیشن ربوہ)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ سے شائع کی

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۶۶ء

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلیفہ منتخب ہونے پر سب سے پہلی تقریر

حضرت مولوی صاحب تمام حاضرین سمیت باغ میں تشریف لے گئے۔ اس وقت حضورؑ کی نعش مبارک باغ ہی میں رکھی تھی۔ اور سب لوگ اس کے اردگرد جمع تھے۔ یہاں حضرت مفتی محمد صادق صاحب رضؓ نے کھڑے ہو کر تمام جماعت کی طرف سے ایک تحریر پڑھی۔ جس میں آپ کی خدمت میں بیعت کی درخواست تھی۔ اور اس پر جماعت کے سبھی اکابر کے دستخط ثبت تھے۔

احباب جماعت کی درخواست سننے کے بعد حضرت مولوی صاحب نے کھڑے ہو کر کلمہ شہادت و استعاذہ کے بعد ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر پڑھی۔ پھر ایک نہایت دردمندانہ تقریر کی۔ جس میں خلافت کی اہمیت کو واضح کیا اور فرمایا کہ

"میں اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں جو ابدی اور ازلی ہمارا خدا ہے۔ ہر ایک نبی جو دنیا میں آتا ہے۔ اس کا ایک کام ہوتا ہے جو کرتا ہے۔ جب ہو چکتا ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو بلا لیتا ہے۔ حضرت موسےٰ کی نسبت یہ بات مشہور ہے۔ کہ وہ ابھی بادشام میں نہیں پہونچے تھے کہ رستہ میں فوت ہو گئے۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے قیصر و کسریٰ کی کنجیوں کا ذکر فرمایا۔ کہ مجھے دی گئی ہیں۔ مگر آپؐ نے وہ کنجیاں (چابیاں) نہ دیکھیں کہ چل دیئے۔ ایسی باتوں میں اللہ تعالےٰ کے مخفی اسرار ہوتے ہیں۔ یہاں بھی بہت سے لوگ تعجب کریں گے کہ کئی پیشگوئیاں کی تھیں وہ ابھی پوری نہیں ہوئیں۔ میرے خیال میں یہ اللہ کی سنت ہے کہ وہ بتدریج کام کرتا ہے۔ اور پھر جسے مخاطب کرتا ہے کبھی اس سے مراد اس کا مثیل بھی ہوتا ہے ...... اس کے بعد فرمایا:-

"میری پچھلی زندگی پر غور کرو۔ میں کبھی امام بننے کا خواہشمند نہیں ہوا۔ مولوی عبدالکریم امام الصلوٰۃ بنے۔ تو میں نے بھاری ذمہ داری سے اپنے تئیں سبکدوش خیال کیا تھا۔ میں اپنی حالت سے خوب واقف ہوں اور میرا رب مجھ سے زیادہ واقف ہے۔ میں دنیا میں ظاہرداری کا خواہشمند نہیں۔ میں ہرگز ایسی باتوں کا خواہشمند نہیں۔ اگر خواہش ہے تو یہ کہ میرا مولیٰ مجھ سے راضی ہو جائے۔ اس خواہش کے لئے میں دعائیں کرتا ہوں۔ قادیان بھی اسی لئے رہا اور رہتا ہوں اور رہوں گا۔ میں نے اس فکر میں کئی دن گزارے کہ ہماری حالت حضرت صاحب کے بعد کیا ہوگی۔ اسی لئے میں کوشش کرتا رہا کہ میاں محمود کی تعلیم اس درجہ تک پہونچ جائے۔ حضرت صاحب کے اقارب میں اس وقت تین آدمی موجود ہیں (یعنی صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب۔ میر ناصر نواب صاحبؓ۔ نواب محمد علی خان صاحبؓ ناقل) ...... اس وقت مردوں۔ بچوں عورتوں کے لئے ضروری ہے۔ کہ وحدت کے نیچے ہوں اور اس وحدت کے لئے ان بزرگوں میں سے کسی کی بیعت کر لو۔ میں تمہارے ساتھ ہوں۔ میں خود ضعیف ہوں۔ بیمار رہتا ہوں۔ پھر طبیعت مناسب نہیں۔ اتنا بڑا کام آسان نہیں ......

پس میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ جن حمائد کا نام لیا ہے۔ ان میں سے کوئی منتخب کر لو۔ میں تمہارے ساتھ بیعت کرنے کو تیار ہوں۔ اگر تم میری بیعت ہی کرنا چاہتے ہو۔ تو سن لو بیعت بک جانے کا نام ہے۔ ایک دفعہ حضرت نے مجھے اشارۃً فرمایا کہ وطن کا خیال بھی نہ کرنا۔ سو اس کے بعد میری ساری عزت اور میرا سارا خیال انہی سے وابستہ ہو گیا۔ اور میں نے کبھی وطن کا خیال ..... تک نہیں کیا۔ پس بیعت کرنا ایک مشکل امر ہے ایک شخص دوسرے کے لئے اپنی تمام حریت اور بلند پروازیوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ اسی لئے اللہ نے اپنے بندے کا نام عبد رکھا ہے۔ اس عبودیت کا بوجھ اپنی ذات کے لئے مشکل سے اٹھایا جاتا ہے۔ کوئی دوسرے کے لئے کیا اور کیونکر اٹھائے۔ طبائع کے اختلاف پر نظر کر کے یک رنگ ہونے کے لئے بڑی ہمت کی ضرورت ہے ...

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت جناب ابوبکرؓ کے زمانہ میں عرب میں ایسی بلا پھیلی تھی۔ کہ سوا مکہ اور مدینہ اور جواثہ کے سخت شور و شر اٹھا۔ بچہ ..... اے بھی مرتد ہونے لگے۔ مگر وہ بڑی پاک روح تھی۔ جس نے انہیں کہا کہ اسلام لانے میں تم سب سے پیچھے ہو۔ مرتد ہونے میں کیوں پہلے بنتے ہو۔ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں۔ میرے باپ کے اوپر جو پہاڑ گرا ہے۔ وہ کسی اور پر گرتا تو چور ہوتا۔ پھر بیس ہزار کی جماعت مدینہ میں موجود تھی۔ اور چونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حکم دے چکے تھے کہ ایک لشکر روانہ کرنا ہے۔ پس اس کو بھیج دیا۔ ادھر اپنی قوم کا یہ حال تھا۔ مگر آخر خدا نے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھلایا۔ ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم کا زمانہ آ گیا۔ اس وقت بھی اس قسم کا واقعہ پیش آیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ دفن ہونے سے پہلے تمہارا کلمہ ایک ہو جائے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکرؓ کے زمانہ میں صحابہ کرام کو بہت سی مساعی جمیلہ کرنی پڑیں۔ سب سے پہلا اہم کام جو کیا وہ جمع قرآن ہے اب موجودہ صورت میں جمع یہ ہے کہ اس پر عمل درآمد کرنے کی طرف خاص توجہ ہو۔

پھر حضرت ابوبکرؓ نے زکوٰۃ کا انتظام کیا۔ یہ بڑا عظیم الشان کام ہے۔ انتظام زکوٰۃ کے لئے اعلےٰ درجہ کی فرمانبرداری کی ضرورت ہے۔ پھر کنبہ کی پرورش ہے غرض کئی ایسے کام ہیں۔

آخر میں آپ نے ارشاد فرمایا:-

"اب تمہاری طبیعتوں کے رخ خواہ کسی طرف ہوں تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہوگی۔ اگر یہ بات تمہیں منظور ہو تو میں طوعاً و کرہاً اس بوجھ کو اٹھاتا ہوں۔ وہ بیعت کے دس شرائط بدستور قائم ہیں۔ ان میں خصوصیت سے میں قرآن کو سیکھنے اور زکوٰۃ کا انتظام کرنے، واعظین کے بہم پہنچانے اور ان امور کو جو وقتاً فوقتاً اللہ میرے دل میں ڈالے شامل کرتا ہوں۔ پھر تعلیم دینیات یعنی دینی مدرسہ کی تعلیم میری مرضی اور منشاء کے مطابق کرنا ہوگی۔ اور میں اس بوجھ کو صرف اللہ کے لئے اٹھاتا ہوں۔ جس نے فرمایا ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر۔ یاد رکھو کہ ساری خوبیاں وحدت میں ہیں۔ جس کا کوئی رئیس نہیں وہ مر چکی۔" (الحکم جون ۱۹۰۸ء)

گھر بیٹھے دنیا کی سیر

احمدی مجاہدین اکناف عالم میں دن رات اسلام پھیلا رہے ہیں۔ آپ الفضل کے ذریعہ باآسانی ان کی تبلیغی سرگرمیوں سے باخبر ہو سکتے ہیں۔ — آج ہی الفضل کا روزانہ پرچہ جاری کروا کر گھر بیٹھے دنیا کی سیر کا سامان کیجئے۔

(مینیجر الفضل ربوہ)

روحانی زندگی کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ جماعت احمدیہ کی ہر نسل خلفاء کے ذریعہ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ سے وابستہ رکھے

روحانی برکات کا انقطاع ایک موت ہے اس سے بچو اور خلافت احمدیہ کو قیامت تک قائم رکھنے کی کوشش کرو

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک نہایت اہم تقریر

فرمودہ ۲۵ رجون سنہ ۱۹۴۴ء بمقام قادیان

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نور اللہ مرقدہٗ نے ۲۵ رجون ۱۹۴۴ء کو بعد نماز عصر قادیان میں جو تقریر فرمائی وہ افادۂ احباب کے لئے درج ذیل کی جاتی ہے۔

تشہد و تعوذ کے بعد حضور نے فرمایا:-

انسانی زندگی

بھی اللہ تعالیٰ نے عجیب بنائی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا ساری ہی چیزیں اپنی جگہ پر ضروری بھی ہیں اور غیر ضروری بھی۔ جو خالصۃً ضروری چیز ہے وہ صرف اللہ تعالیٰ کی ہی ذات ہے۔ ہر چیز اپنے وقت میں اور اپنے ماحول میں ضروری نظر آتی ہے۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ گویا وہ ایک مرکز ہے دنیا کا۔ جس کے گرد ساری دنیا چکر لگا رہی ہے مگر باوجود اس کے پھر ایک وقت پر وہ چیز جاتی رہتی ہے۔ ایک اثر اور ایک نشان تو وہ ایک عرصہ کے لئے چھوڑ جاتی ہے لیکن دنیا پھر بھی جاری ہی رہتی ہے۔ پھر نئے وجود دنیا میں پیدا ہو جاتے ہیں جن کے متعلق لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ شائد ان کے بغیر اب دنیا نہیں چل سکتی۔ پھر وہ مٹ جاتے ہیں اور کچھ دیر کے لئے وہ اپنا اثر اور نشان چھوڑ جاتے ہیں مگر پھر خدا کی طرف سے اس وقت کے ماحول کے ساتھ لوگوں کو ایک مناسبت پیدا ہو جاتی ہے اور اسکے بعد وہ خیال کرتے ہیں کہ اب یہ نئے وجود نہایت ضروری ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ نے

حضرت آدم علیہ السلام

کو دنیا میں پیدا کیا۔ اس وقت ابھی دنیا کی ابتدا تھی۔ ابھی لوگوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ کیسی کیسی مخلوق دنیا میں بھجوانے والا ہے۔ خدا کا تازہ کلام اور ان معنوں میں تازہ کلام کہ اس شکل میں اس سے پہلے نازل نہیں ہؤا تھا۔ آدم پر اترا اور لوگوں کے لئے ابھی ایمانیات سے باہر اور کوئی دلیل ایسی نہ تھی جسکی بناء پر وہ سمجھتے کہ یہ کلام پھر بھی دنیا میں اُترے گا۔ اور انسان اپنے تجربہ کا غلام ہوتا ہے جس وقت آدم کے ساتھی یہ خیال کرتے ہوں گے کہ آدم بھی ایک دن اس دنیا سے گزر جائے گا۔ وہ وقت ان کے لئے کیسا تکلیف دہ ہوتا ہو گا۔ ان کے لئے

کوئی مثال موجود نہ تھی

کہ آدم کا قائم مقام کوئی اور آدمی بھی ہو سکتا ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے سارے فضلوں کو آدم میں ہی مرکوز دیکھتے تھے اور آدم سے بڑھ کر کسی اور وجود میں ان فضلوں کا مشاہدہ کرنا ان کے نزدیک خام خیالی تھی کیونکہ اور کوئی انسان انہوں نے نہیں دیکھا تھا جو آدم سے بڑھ کر ہوتا۔ غرض آدم جس کی تعلیم کا نشان سوائے قرآن کے اور کہیں نہیں ملتا۔ آدم جس کی تربیت کا نشان دنیا کی کسی تاریخ سے پتہ نہیں ہوتا۔ وہ ان لوگوں کے لئے اپنے زمانہ کے لحاظ سے ایسا ہی ضروری تھا جیسے حیات کے قیام ... کے لئے ہوا اور پانی ضروری ہوتا ہے وہ آدم کو اپنی روحانی حیات کے قیام کا ذریعہ سمجھتے تھے اور روحانی حیات کو آدم کا نتیجہ قرار دیتے تھے مگر ایک دن آیا جب خدا کی قدرت نے آدم کو اُٹھا لیا۔ آدم کے مومنوں پر

وہ کیسا تکلیف کا دن ہو گا

وہ کس طرح تاریکی اور خلا اپنے اندر محسوس کرتے ہوں گے مگر وہ نسل گزری اور اس نسل کی نسل گزری۔ اور اسی طرح کئی نسلیں گزرتی چلی گئیں۔ اور آدم کی قیمت ان کے دلوں سے کم ہو گئی۔ یہاں تک کہ وہ اس وجود کو بھی بھول گئے جس کی وجہ سے آدم کی قدر و قیمت تھی یعنی انہوں نے خدا تعالیٰ کو بھی بھلا دیا۔ اس سے قطع تعلق کر لیا اور ان کی ساری کوششیں دنیا میں ہی محدود ہو گئیں تب خدا نے نوحؑ کو دنیا میں بھیجا۔ یا کم سے کم ہمارے لئے جس شخص کے ذکر کی ضرورت سمجھی گئی ہے وہ نوحؑ ہی ہے۔ درمیان میں بعض اور وجود بھی آئے ہوں گے۔ مگر وہ اہم وجود جس کا قرآن نے ذکر کیا نوحؑ ہی ہے۔ نوحؑ کے زمانہ میں جو لوگ اس پر ایمان لائے کس طرح انہیں محسوس ہوتا ہو گا کہ وہ تاریکی سے نکل کر نور کی طرف آ گئے ہیں وہ تنہائی کی زندگی کو چھوڑ کر ایک نبی کی صحبت سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔

خدا تعالیٰ کا تازہ کلام

اور اس کی پُر معرفت باتیں سُن کر ان کے اندر کیسی زندگی پیدا ہوتی ہو گی کیسا یقین پیدا ہوتا ہو گا۔ کتنی خوشی ہوتی ہو گی کہ کس طرح انہوں نے یہ غلط خیال کر لیا تھا کہ خدا تعالیٰ کا کلام اور اس کا نور اب دنیا میں نہیں آئے گا۔ وہ سوچتے ہونگے کہ ہم کس طرح دنیا میں مشغول تھے کہ خدا کا ہاتھ پھر ہماری طرف لمبا ہؤا اور اسنے ہمیں تاریک گڑھوں سے نکال کر معرفت کی روشنی میں کھڑا کر دیا لیکن اس زمانہ کے لوگ بھی یہ خیال کرتے ہوں گے کہ نوحؑ جیسی نعمت کے بعد اور کیا نعمت ہو گی۔ کونسی برکت ہو گی جو اس کے بعد بھی آئے گی وہ خیال کرتے ہوں گے کہ خدا تعالیٰ کی آخری نعمت ہم کو حاصل ہو گئی۔ اب ہماری زندگیاں خوشی کی زندگیاں ہیں۔ اب ہم علیحدگی اور تنہائی کی بدمزگیوں سے بچ گئے۔ اب

خدا ہمارے ساتھ ہے

اور ہم خدا کے ساتھ ہیں لیکن پھر ایک زمانہ آیا جب خدا کی حکمت کاملہ نے نوحؑ کو اُٹھا لیا اس وقت نوحؑ کے ماننے والوں کی جو کیفیت ہو گی اسے ہم تو سمجھ سکتے ہیں جنہیں ایک نبی کی جماعت میں شامل ہونے کا شرف حاصل ہؤا مگر دوسرے لوگ اس کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتے۔ کس طرح چمکتا ہؤا سورج ان کے لئے تاریک ہو گیا ہو گا۔ کس طرح نور والا چاند ان کے لئے اندھیرا ہو گیا ہو گا کس طرح اللہ تعالیٰ کا روشن چہرہ جو ہر وقت انکی آنکھوں کے سامنے رہتا تھا انہیں دھندلکے میں چھپا ہؤا دکھائی دینے لگا ہو گا اور کس طرح وہ یہ خیال کرتے ہوئے ہوں گے کہ دنیا اب ہلاکت کے گڑھے میں گر گئی لیکن پھر بھی نوحؑ کا پیدا کردہ ایمان لوگوں کے دلوں میں موجود تھا۔ اس ایمان کی وجہ سے وہ خیال کرتے ہوں گے کہ جس طرح آدم کے بعد اللہ تعالیٰ نے نوحؑ کو کھڑا کر دیا۔ اسی طرح شائد نوحؑ کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کسی اور کو کھڑا کر دے۔ بس وہ ایک ہلکی سی امید اپنے دل میں رکھتے ہوں گے گو یہ امید اپنے ساتھ ایسا غم رکھتی ہو گی

ایسا درد اور ایسا اضطراب رکھتی ہوگی جس کی مثال انبیاء کی جماعتوں کے باہر اور کہیں نہیں مل سکتی۔ پھر خدا تعالیٰ کے فضل نے نہ معلوم کتنے عرصہ کے بعد۔ کتنے تغیرات کے بعد کتنی چھوٹی چھوٹی روشنیوں کے بعد ابراہیمؑ کو پیدا کیا اور پھر وہی کیفیت جو نوحؑ کے زمانہ میں لوگوں پر گزری تھی ابراہیمؑ کے زمانہ میں دکھائی دینے لگی۔ اب لوگوں کی دماغی ترقی کو دیکھ کر خدا نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ پے در پے اپنے انبیاء لوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجے۔ چنانچہ ابراہیمؑ کے بعد اسحٰقؑ کو ایک ملک میں اور اسمٰعیلؑ کو دوسرے ملک میں کھڑا کیا گیا۔ پھر یعقوبؑ آئے پھر یوسفؑ آئے اور

یہ سلسلہ چلتا چلا گیا

اور لوگ نورِ ہدایت سے منور ہوتے رہے مگر پھر ایک ایسا وقت آیا جب دنیا تاریکی کے گڑھوں میں گر گئی۔ گمراہی میں مبتلا ہو گئی۔ خدا تعالیٰ کے تازہ نشانوں سے محروم ہو گئی اور یہ دورِ ضلالت جاری رہا یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ آیا اور انہوں نے بندوں کا خدا سے پھر ایک تازہ عہد باندھا۔ اس کے بعد پے در پے انبیاء لوگوں کی ہدایت کے لئے آتے رہے۔ داؤدؑ آئے۔ سلیمانؑ آئے۔ الیاسؑ آئے۔ یحیٰؑ آئے۔ عیسیٰؑ آئے اور آخر میں ہمارے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے۔ جس طرح آدمؑ کے زمانہ میں لوگوں کو یہ احساس تھا کہ خدا نے ایک نیا نور پیدا کیا ہے ایک نئی چیز دنیا میں ظاہر کی ہے۔ اور وہ خیال کرتے تھے کہ ایسی چیز پھر دنیا میں کب آسکتی ہے وہ اپنے تجربہ کے مطابق آدمؑ کو ہی اوّل الانبیاءؑ اور آدمؑ کو ہی آخر الانبیاء سمجھتے تھے اسی طرح کا احساس رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں کے دلوں میں پیدا ہونا شروع ہو گیا۔

بات یہ ہے

کہ سارے ہی نبی اتنے پیارے ہوتے ہیں کہ ہر نبی کی امت یہی سمجھ لیتی ہے کہ یہ نبی آخری نبی ہے۔ قرآن کریم میں ذکر آتا ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام فوت ہو گئے تو ان کی قوم نے کہا اب یوسفؑ کے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ حقیقت یہ ہے کہ انبیاء خدا تعالیٰ کی مہربانی اور اس کی شفقت اور اس کی عنایت اور اس کی رأفت کا ایسا دلکش نمونہ ہوتے ہیں کہ ان کو دیکھنے کے بعد لوگ یہ خیال بھی نہیں کر سکتے کہ ایسے وجود دنیا پھر بھی پیدا کر سکتی ہے لیکن

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وجود تو ایسا تھا جس کے متعلق یہ دعوےٰ بھی موجود تھا کہ آپؐ خاتم النبیین ہیں اور آپؐ کی شریعت آخری شریعت ہے۔ خدا تعالیٰ کے نزدیک تو

اسکے یہ معنے تھے

کہ آپؐ آخری شرعی رسول ہیں اور یہ کہ اب دنیا میں جو بھی رسول اور مصلح آئے گا وہ آپؐ سے روحانی فیوض حاصل کر کے اور آپؐ کا غلام اور شاگرد بن کر آئے گا مگر جو دیکھنے والے تھے جن کو ابھی آئندہ کا تجربہ نہیں تھا ان میں سے بعض شاید یہی سمجھتے ہوں کہ آپؐ دنیا کے لئے آخری روشنی ہیں اور وہ یہی خیال کرتے ہوں کہ اس روشنی کو خدا اب واپس نہیں لے گا۔ اسی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی موت کا خیال بھی ان کے لئے ایک ایسا صدمہ تھا جس کو برداشت کرنا انکی طاقت سے بالکل باہر تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہؤا۔ جب

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم

فوت ہو گئے تو یہ بات صحابہؓ کے لئے اس قدر صدمہ کا موجب ہوئی کہ وہ تعلیم جو متواتر تئیس سال تک خدا کا رسولؐ اُن کو دیتا رہا اُس کو بھی وہ بھول گئے۔ جس رسولؐ نے بڑے زور سے اُن پر یہ واضح کیا تھا کہ مرنے کے بعد انسان اس دنیا میں واپس نہیں آتا۔ جس رسولؐ نے بڑے زور سے یہ واضح کیا تھا کہ ہر انسان جو اس دنیا میں آیا وہ ایک دن مرے گا اور جس رسولؐ کے کلام میں یہ بات موجود تھی کہ ایک دن وہ خود بھی مرنے والا ہے اس کی امت کے ایک جلیل القدر فرزند نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ جو شخص کہے گا محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں اسکی تلوار سے گردن اڑا دی جائیگی۔ ہماری جماعت کے وہ لوگ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کا زمانہ نہیں دیکھا شاید اس پر تعجب کرتے ہوں گے اور یہ واقعہ پڑھ کر اُن کو خیال آتا ہوگا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر صحابہؓ کو یہ خیال کیونکر پیدا ہو گیا کہ آپؐ فوت نہیں ہو سکتے مگر جب وہ اس نقطۂ نگاہ سے دیکھیں گے تو اس بات کا سمجھنا ان کے لئے کوئی مشکل نہیں رہے گا کہ جن وجودوں سے شدید محبت ہوتی ہے ان کی جدائی کا امکان بھی دل پر گراں گزرتا ہے اور جب وہ وقت آ جاتا ہے جس کا تصور بھی انسان کو بے چین کر دیتا ہے تو عارضی طور پر انسان پر ایک سکتہ کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے۔

کیا ہی سچے جذبات کا آئینہ ہے

حسّان کا وہ شعر

جو انہوں نے رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر کہا۔ جب آپؐ کی وفات اُن پر ثابت ہو گئی تو انہوں نے کہا ؎

كنت السواد لناظري فعمي علي الناظر
من شاء بعدك فليمت فعليك كنت احاذر

یعنی اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپؐ تو میری آنکھ کی پُتلی تھے۔ آج آپؐ فوت ہوئے تو میری آنکھ بھی جاتی رہی۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ اس شعر کی عظمت اور اسکی خوبی کا اس امر سے پتہ چلتا ہے کہ یہ شعر کہنے والا آخری عمر میں نابینا ہو گیا تھا اور اندھے کی نظر پہلے ہی جا چکی ہوتی ہے۔ پس اُسکے یہ کہنے کا کہ آپؐ

میری آنکھ کی پُتلی

تھے آپؐ کی وفات سے میں اندھا ہو گیا مطلب یہ تھا کہ باوجود اس کے کہ میں اندھا تھا آپؐ کی موجودگی میں مجھے اپنا اندھاپن بُرا معلوم نہیں ہوتا تھا۔ بے شک میں نے اپنی جسمانی آنکھیں کھو دی تھیں مگر میں خوش تھا۔ میں شاداں تھا۔ میں فرحاں تھا۔ کیونکہ میں جانتا تھا کہ میری روحانی آنکھیں موجود ہیں مجھے پُتلی حاصل ہے جس کے ساتھ میں اپنے خدا کو دیکھ سکتا ہوں۔ اگر میری جسمانی آنکھیں نہیں ہیں اگر میں لوٹے اور گلاس کو نہیں دیکھ سکتا تو کیا ہوا۔ مجھے وہ پُتلی تو ملی ہوئی ہے جس سے میں اپنے پیدا کرنے والے خدا کو دیکھ سکتا ہوں۔ بھلا لوٹے اور گلاس اور رنگ کو دیکھنے میں کیا مزہ ہے مزہ تو یہ ہے کہ انسان اپنے خدا کو دیکھ سکے لیکن آج جب وہ پُتلی مجھ سے لے لی گئی ہے۔ جب وہ عینک مجھ سے چھین لی گئی ہے تو

فعمي علي الناظر

اے لوگو تم مجھے پہلے اندھا کہا کرتے تھے لیکن حقیقتاً میں اندھا آج ہؤا ہوں۔

من شاء بعدك فليمت

میری بیوی بھی ہے میرے بچے بھی ہیں۔ میرے اور عزیز اور رشتہ دار بھی ہیں مگر اب

مجھے کوئی پرواہ نہیں

کہ اُن میں سے کون مرتا ہے جو بھی مرتا ہے مر جائے اس کی موت میرے لئے اس نقصان کا موجب نہیں ہو سکتی جس نقصان کا موجب میرے لئے یہ موت ہوئی ہے۔

فعليك كنت احاذر

یا رسول اللہ میں تو اسی دن سے ڈرتا تھا کہ میری یہ بینائی کہیں چھین نہ لی جائے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جس قسم کی تاریکیوں سے لوگوں کو نکالا۔ جس قسم کی گمراہیوں سے لوگوں کو نکالا۔ جس قسم کی تباہیوں سے عربوں کو بچایا۔ جس قسم کی ذلّت اور رسوائی سے نکال کر ان کو ترقی کے بلند مقام تک پہنچایا اس کو دیکھتے ہوئے آپؐ کے احسانوں کی جو قدر و قیمت صحابہؓ کے دل میں ہو سکتی تھی وہ بعد میں آنے والے لوگوں کے دلوں میں نہیں ہو سکتی مگر پھر بھی دنیا چلی اور چلتی چلی گئی۔ یہاں تک کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت صرف زبانوں پر رہ گئی دلوں میں سے مٹ گئی۔

خدا تعالیٰ کا نور

کتابوں میں تو رہ گیا مگر دماغوں میں سے جاتا رہا۔ دنیا خدا کو بھول گئی اور اس کی لذتیں دنیا سے ہی وابستہ ہو گئیں۔ جس طرح کسی درخت کو ایک زمین سے اکھیڑ کر دوسری جگہ لگا دیا جاتا ہے اسی طرح خدا کی زمین میں سے لوگوں کی جڑیں اکھڑ گئیں اور شیطان کی زمین میں جا لگیں ان کا ماحول شیطانی ہو گیا اور اُن کی تمام لذت اور ان کا تمام سرور شیطانی کاموں سے وابستہ ہو گیا۔ تب اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لوگوں کی ہدایت کے لئے مبعوث کیا۔ دنیا ان کی بعثت پر حیران رہ گئی۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اب خدا تعالیٰ کے انعامات کو اس رنگ میں پانے والا کہ وہ قطعی اور یقینی طور پر خدا اور بندے کو آمنے سامنے کر دے کوئی نہیں آ سکتا۔ جن لوگوں کی آنکھیں کھلی تھیں انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا آپؑ پر ایمان لائے اور انہوں نے یوں محسوس کیا جیسے ایک کھویا ہؤا بچہ اپنی ماں کی گود میں بیٹھ جاتا ہے۔

انہوں نے دیکھا

کہ وہ لوگ جو صدیوں سے خدا سے دور جا چکے تھے اس شخص کے ذریعہ خدا کی گود میں جا بیٹھے ہیں۔ اُن کی خوشیوں کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا ان کی فرحت کا کوئی اندازہ نہیں لگا سکتا۔ وہ لوگ جو سمجھتے تھے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد خدا تعالیٰ کے کسی نبی کا مبعوث ہونا ناممکن ہے جہاں ان کے غصہ کی کوئی حد نہ تھی وہاں مومنوں کی خوشی اور ان کی مسرت کی بھی کوئی حد نہ تھی اور انہوں نے یہ خیال کرنا شروع کر دیا کہ اتنے صدموں کے بعد اب کوئی اور

صدمہ انہیں پیش نہیں آئے گا چنانچہ ہر شخص جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لاتا تھا الا ماشاء اللہ جس کا ایمان ابھی اپنے کمال کو نہیں پہنچا تھا۔ یہ تو نہیں سمجھتا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ فوت نہیں ہوں گے مگر ہر شخص یہ ضرور سمجھتا تھا کہ کم سے کم میری موت کے بعد

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات

ہوگی۔ مگر ایک دن آیا کہ ہر شخص جو یہ سمجھ رہا تھا کہ میری موت کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام فوت ہوں گے اس نے دیکھا کہ وہ تو زندہ تھا مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے اٹھا لیا۔ وہ وقت پھر ان لوگوں کے لئے جو سچے مومن تھے بہت مصیبت کا وقت تھا اور یہ صدمہ ایسا شدید تھا کہ جس کی چوٹ کو برداشت کرنا بظاہر وہ ناممکن خیال کرتے تھے۔ لیکن خدا تعالیٰ کی طرف سے جو چیز آتی ہے اسے بہرحال لینا پڑتا ہے۔ اور انسان کو نئی حالت کے تابع ہونا پڑتا ہے اس لئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

نے فرمایا تھا کہ:۔

"اے عزیزو جب کہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دکھادے سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن میں جب جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا۔ جو ہمیشہ ساتھ رہے گی" (الوصیت)

اللہ بہتر جانتا ہے کہ جماعت کی یہ حالت کب تک رہے گی۔ کب تک خدا کا نور ہمارے درمیان موجود رہے گا کب تک ہم اپنے آپ کو اس نور سے وابستہ رکھیں گے........

مگر بہرحال یہ لمبا سلسلہ بتاتا ہے کہ کس طرح ایک کے بعد ایک چیز آئی۔ لوگ جب پہلی چیز کو بھول جاتے ہیں تو خدا دوسری چیز کو بھیج دیتا ہے اور دنیا کی خوشی اور اس کی شادمانی کا سامان مہیا کر دیتا ہے لیکن

ایک چیز ہے

جو شروع سے آخر تک ہمیں تمام سلسلہ میں نظر آتی ہے۔ آدمؑ آیا اور آدمؑ کے ساتھ خدا آیا۔ آدمؑ چلا گیا۔ لیکن ہمارا زندہ خدا اس دنیا میں موجود رہا۔ نوحؑ آیا اور نوحؑ کے ساتھ خدا آیا۔ نوحؑ چلا گیا۔ لیکن ہمارا زندہ خدا اس دنیا میں موجود رہا۔ ابراہیمؑ آیا اور ابراہیمؑ کے ساتھ خدا آیا۔ ابراہیمؑ فوت ہوگیا لیکن ہمارا زندہ خدا اس دنیا میں موجود رہا۔ اسی طرح اسماعیلؑ۔ اسحاقؑ۔ یعقوبؑ یوسفؑ۔ موسیٰؑ۔ عیسیٰؑ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ہر ایک کے ساتھ آیا ان میں سے ہر شخص فوت ہوگیا۔ لیکن ہمارا خدا زندہ رہا زندہ ہے اور زندہ رہے گا۔ ہر شخص جو اس سے تعلق پیدا کر لیتا ہے۔ وہ ہمیشہ اپنی جڑیں اس زمین میں پائے گا جو خدا کی رحمت کے پانی سے سیراب ہوتی ہے۔ اس پودے کی طرح اپنے آپ کو نہیں پائے گا۔ جس کی جڑیں اچھی زمین میں سے اکھیڑ کر ایک خراب اور ناقص زمین میں لگا دی جاتی ہیں۔ پس یاد رکھو جسمانی تناسل انسان کو مرنے اور فنا کی طرف لے جاتا ہے گو وہ انسان کے لئے خوشی کا بھی موجب ہوتا ہے۔ راحت کا بھی موجب ہوتا ہے مگر روحانی تناسل جس کے ذریعہ ایک پاک انسان دوسرے پاک انسان کو پیدا کرنے کا موجب بنتا ہے دنیا سے رنج اور غم کو بالکل مٹا دیتا ہے۔ کیونکہ اس تعلق کیلئے موت نہیں۔ اس تعلق کیلئے فنا نہیں اور اگر بنی نوع انسان چاہیں تو وہ اپنی زندگی کو دائمی زندگی بنا سکتے ہیں۔ جس کا طریق یہی ہے کہ ہر نسل

قدرت ثانیہ کے مظاہر

کے ذریعہ اس طرح خدا تعالیٰ سے وابستہ رہے جس طرح پہلی نسل اس سے وابستہ رہی ہو بلکہ اس سے بھی بڑھ کر۔ کیونکہ روحانی تناسل کا انقطاع ایک موت ہے۔ لیکن جسمانی تناسل کا انقطاع صرف ایک عارضی صدمہ

تم عیسائیوں کو دیکھ لو

انہیں تم کچھ کہہ لو۔ چاہے۔ ان کو خدا کا منکر کہو۔ چاہے ان کو صلیب پرست کہو چاہے ان کو مشرک کہو۔ اور چاہے ان کو ضالین کہہ لو۔ مگر ایک مثال ان کے اندر ایسی پائی جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے مسلمانوں کی آنکھ ان کے سامنے جھک جانے پر مجبور ہوتی ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے سورۃ نور کی آیت استخلاف میں وعدہ کیا تھا کہ تمہارے اندر خلافت قائم کی جائے گی اور اس وعدہ کے مطابق اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے اندر خلافت قائم بھی کی۔ لیکن مسلمانوں نے خدا تعالیٰ کی قائم کردہ خلافت کو اپنی نادانی سے اڑا دیا اور عیسائیوں نے خود خلافت قائم کی۔ جو انیس سو سال کا لمبا عرصہ گذرنے کے باوجود آج تک ان کے اندر قائم ہے۔ عیسائیوں کے پوپ کو دیکھ لو۔ اس کو وہ خلیفہ کے برابر ہی سمجھتے ہیں اور باوجودیکہ مذہب نے ان کو کوئی ہدایت نہیں دی تھی۔ انہوں نے خدا تعالیٰ کی گذشتہ سنت کو دیکھتے ہوئے اسی میں اپنی بہتری سمجھی اور کہا آؤ ہم اس خدائی سنت سے فائدہ اٹھائیں اور اپنے اندر خلافت قائم کریں۔ وہ قوم دینی لحاظ سے بالکل تباہ ہوگئی۔ وہ قوم اچھے اعمال کو کھو بیٹھی۔ اس قوم نے اپنے آپ کو کلی طور پر دنیوی رنگ میں رنگین کر لیا۔ اس قوم نے خدا تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کی۔ لیکن انہوں نے آج تک اس چیز کو اس مضبوطی کے ساتھ پکڑا ہوا ہے کہ آج بھی ان کا پوپ یورپ کے بڑے سے بڑے تاجدار اور شہنشاہ کی برابری کرتا ہے اور بعض تو یہاں تک کہہ دیتے ہیں کہ بادشاہت ہمیں پوپ سے ہی پہنچی ہے یہ وہ چیز تھی۔ جو ان کی کامیابی کا موجب ہوئی اگر مسلمان بھی اس کو قائم رکھتے تو آج ان کو یہ دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ انہوں نے خلافت کو اڑا دیا اور پھر اپنے دلوں کو تسکین دینے کے لئے ہر بادشاہ کو خلیفہ کہنا شروع کر دیا۔ مگر کجا لکڑی کی بنی ہوئی بھینس اور کجا اصل بھینس۔ لکڑی کی بنی ہوئی بھینس کو دیکھ کر کوئی شخص خوش نہیں ہو سکتا۔ لیکن وہ اپنی اصل بھینس کو دیکھ کر ضرور خوش ہوتا ہے چاہے وہ کتنی ہی لاغر اور دبلی پتلی کیوں نہ ہو اور چاہے وہ دودھ دے یا نہ دے مسلمانوں نے چونکہ

خدا تعالیٰ کی قائم کردہ خلافت

کی ناقدری کی اور اسے اڑا دیا اور پھر اس کی برکات کو سمجھنے کی کوشش نہ کرتے ہوئے دنیوی بادشاہوں کو خلیفہ کہنا شروع کر دیا۔ اس لئے وہ خلافت کی برکات سے محروم ہوگئے اب یہ ہماری جماعت کا کام ہے کہ وہ اس غفلت اور کوتاہی کا ازالہ کرے اور خلافت احمدیہ کو ایسی مضبوطی سے قائم رکھے کہ قیامت تک کوئی دشمن اس میں رخنہ اندازی کرنے کی جرأت نہ کرسکے اور جماعت اپنی نیت اور اتحاد اور تنظیم کی برکت سے ساری دنیا کو اسلام کی آغوش میں لے آئے۔

بے شک جیسا کہ میں نے بتایا ہے

یہ دنیا چلتی چلی جاتی ہے

اور ایسے رنگ میں جاری ہے کہ ہر زمانہ کے لوگ۔ اپنے آپ کو پہلوں سے ترقی یافتہ سمجھتے ہیں۔ مرنے والے مرجاتے ہیں۔ تو لوگ کہتے ہیں اب کیا ہوگا۔ لیکن ابھی ایک صدی بھی نہیں گذرتی کہ لوگ کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ اب ہم

زیادہ عقلمند ہیں پہلے لوگ جاہل اور علوم صحیحہ سے بے بہرہ تھے۔ گویا وہی جن کے متعلق اگلے زمانہ میں کہا جاتا ہے کہ ان کے بغیر کوئی کام نہیں ہو سکتا انہیں کو آئندہ آنے والے احمق اور جاہل قرار دیتے ہیں۔ لیکن روحانی تعلق ایسا نہیں ہوتا کہ اس میں ایک دوسرے کو جاہل کہا جا سکے نہ یہ تعلق اس قسم کی مایوسی پیدا کرتا ہے جس قسم کی مایوسی جسمانی تعلق کا انقطاع پیدا کرتا ہے

اس میں کوئی شبہ نہیں

کہ جو شخص خدا سے تعلق پیدا کر لیتا ہے اسے بھی غم ہو سکتا ہے لیکن مایوسی اس کے دل میں پیدا نہیں ہو سکتی۔ غم ایک ایسی چیز ہے جو خدا نے روحانی ترقی کے لئے اس دنیا میں ضروری قرار دیا ہے۔ دو وفائیں ہیں جو خدا نے ضروری قرار دی ہیں۔ ایک اپنے ساتھ اور ایک اپنے بندوں کے ساتھ۔ اگر غم نہ ہو تو یہ بندوں کے ساتھ وفا نہیں سمجھی جائے گی۔ اور اگر مایوسی ہو تو یہ خدا کے متعلق بے وفائی ہو گی اسی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک موقعہ پر فرمایا کہ آنکھ آنسو بہاتی ہے دل غمگین ہے۔ مگر ہم کہتے وہی ہیں جس کا ہمیں خدا نے حکم دیا۔ تو جہاں انسان کو دنیا میں کئی قسم کی خوشیاں حاصل ہوتی ہیں۔ وہاں اسے یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ

یہ سب خوشیاں عارضی ہیں

اسے وہ حقیقی تعلق استوار کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے جو موت کو شادی بنا دیتا ہے۔ موت اسی صورت میں موت ہے جب انسان یہ سمجھتا ہو کہ میں ایک ایسی چیز سے محروم کیا گیا ہوں جس کا کوئی قائمقام نہیں۔ روحانیت میں چونکہ انسان کا اصل تعلق خدا سے ہوتا ہے اور اس تعلق میں انقطاع واقعہ نہیں ہو سکتا جب تک کوئی شیطان سے تعلق پیدا نہ کر لے اس لئے کسی کی موت اسے اپنے محبوب سے جدا نہیں کر سکتی۔ اسی طرح اگر جسمانی طور پر اس کے عزیزوں اور رشتہ داروں میں سے بعض لوگ مر جاتے ہیں تو مایوسی اس پر طاری نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ یہ جدائی عارضی ہے اور

ایک دن آنیوالا ہے

جب ہم پھر ایک دوسرے سے مل جائیں گے لیکن جب انسان کا خدا سے تعلق نہیں ہوتا تو ہر موت پر جدائی اور ہر تفرقہ اسے دائمی معلوم ہوتا ہے۔ اور وہ اس کے دل کو ہمیشہ کے لئے مایوسی اور تاریکی میں مبتلا کر دیتا ہے

وصایا

ضروری نوٹ:۔ مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز اور صدر انجمن احمدیہ پاکستان کی منظوری سے قبل صرف اس لئے شائع کی جا رہی ہیں تاکہ اگر کسی صاحب کو ان وصایا میں سے کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ دن کے اندر اندر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

۲۔ ان وصایا کو جو نمبر دیئے گئے ہیں وہ ہرگز وصیت نمبر نہیں ہیں بلکہ یہ مثل نمبر ہیں۔ وصیت نمبر صدر انجمن احمدیہ کی منظوری حاصل ہونے پر دیئے جائیں گے۔

۳۔ وصیت کنندگان سیکرٹری صاحبان مال اور سیکرٹری صاحبان وصایا اس بات کو نوٹ فرمالیں

(سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

مسل نمبر ۱۸۲۲۳۰:۔

میں بشارت الرحمن ولد صوبیدار حبیب الرحمن صاحب قوم راجپوت عمر ۴۲ سال پیدائشی احمدی ساکن ۷۷ F نیول کالونی ماڑی پور ڈاکخانہ کراچی ۲۴ ضلع کراچی صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶ مارچ ۱۹۶۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ میرے والد صاحب بقید حیات ہیں۔ میں ملازمت کرتا ہوں جس کے ذریعہ مجھے ماہوار تنخواہ مبلغ ۳۵۳/۳۲ روپے ملتی ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی۔ ۱/۱۰ حصہ خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں داخل کرتا رہوں گا۔ اگر اس کے بعد میں کوئی جائداد پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔

نیز میری وفات پر میری جس قدر جائداد ثابت ہو گی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ فرمائی جائے۔ فقط ۶ مارچ ۶۶ء

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

العبد بشارت الرحمن بقلم خود۔

گواہ شد:۔ ملک محمد اشرف خان نائب سیکرٹری وصایا کراچی

گواہ شد:۔ شیخ رفیع الدین احمد مرکزی سیکرٹری وصایا جماعت احمدیہ کراچی۔

مسل نمبر ۱۸۲۲۳۱:۔

میں عبدالمغنی ولد مولوی برہان الدین جہلمی قوم ککے زئی پیشہ پنشنر عمر ۷۶ سال پیدائشی احمدی ساکن جہلم ڈاکخانہ خاص صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵/۴/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

۱۔ میرا گزارہ پنشن پر ہے جو کہ مبلغ ۔۔ روپیہ ماہوار ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں اس کے علاوہ میری غیر منقولہ موجودہ جائداد حسب ذیل ہے

۲۔ ملکیت جدی زرعی زمین ۱۴ بیگھے۔ جس کی موجودہ قیمت ۹۶۰۰/- روپے ہے اس میں سے ۱۲ بیگھے میرا انفرادی کھاتہ ہے اور ۲/۱ بیگھے مشترکہ کھاتہ ہے۔ یہ زمین موضع بوہیا نوالی تحصیل کھاریاں ضلع گجرات میں واقع ہے۔

۳۔ ایک مکان جس کی مکانیت ایک کوٹھڑی اور ایک برآمدہ ہے جو کہ عارضی رہائش کے لئے میرے لڑکے عبدالحی نے اپنے خرچ پر بنوایا ہے۔ میری ملکیت جدی زرعی سفید زمین ہے جس کا رقبہ اندازاً ۲/۱ ۸ مرلے ہے جس کی موجودہ قیمت بحساب ۵۰۰/- روپے فی مرلہ ۴۲۵۰/- روپے بنتی ہے۔ کل میزان زرعی اور مکان کی زمین کی قیمت مذکورہ ۱۳۸۵۰/- جو میری ملکیت ہے میں اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ ربوہ مغربی پاکستان کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں بطور حصہ جائداد کے داخل کر دوں یا جائداد کا کوئی حصہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ کے حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں یا آمد کا کوئی ذریعہ پیدا ہو جائے تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔

العبد:۔ عبدالمغنی

گواہ شد:۔ چوہدری عبدالعزیز سیکرٹری اصلاح و ارشاد

گواہ شد:۔ عبدالکریم نائب امیر جماعت احمدیہ جہلم شہر

مسل نمبر ۱۸۲۲۳۲:۔

میں مہر کرم دین ولد مہر فتح دین قوم مغل پیشہ درزی عمر ۶۰ سال پیدائشی احمدی ساکن محلہ دار الرحمت وسطی ڈاکخانہ ربوہ ضلع جھنگ صوبہ پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۰/۴/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد منقولہ ایک مکان واقع جہلم شہر ہے۔ جس کی قیمت اندازاً دس ہزار روپے ہے۔ علاوہ ازیں ایک اور مکان اور زرعی زمین تین بیگھہ ہے جو قابل تصفیہ ہے اور گورنمنٹ کے ہاں مقدمہ دائر ہے۔ فیصلہ ہونے پر یہ بھی جائداد اندراج کر دی جائے گی۔ میرا گزارہ اس وقت ماہوار آمد ۳۰۰ روپے پر ہے میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہوں گا اگر کوئی جائداد اس کے بعد اور پیدا کروں۔ تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔ نیز میری وفات پر میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ میری یہ وصیت آج مورخہ ۱۰/۴/۶۶ سے نافذ فرمائی جائے۔

العبد:۔ نشان انگوٹھا مہر کرم دین معرفت ناصر دواخانہ گول بازار۔ ربوہ

گواہ شد:۔ حکیم محمد شفیع ناصر دواخانہ گولبازار۔ ربوہ

گواہ شد:۔ مسعود احمد کلرک امور خارجہ ربوہ

مسل نمبر ۱۸۲۲۳۴

میں رحمت بی بی بیوہ فقیر محمد قوم ارائیں پیشہ خانہ داری عمر ۸۲ سال بیعت ۱۹۲۵ء ساکن ربوہ دار الیمن ڈاکخانہ خاص ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸/۴/۶۶ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت پندرہ روپے ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتی رہوں گی۔ اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہو گی۔ نیز میری وفات پر میرا جس قدر ترکہ ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

العبد:۔ نشان انگوٹھا رحمت بی بی

گواہ شد:۔ محمد حسین ٹھیکیدار محلہ دار الیمن ربوہ

گواہ شد:۔ ظہور الدین بابر زعیم خدام الاحمدیہ محلہ دار الیمن۔ ربوہ۔ ضلع جھنگ۔

ترسیل زر اور انتظامی امور سے متعلق

مینجر روزنامہ الفضل ربوہ

سے

خط و کتابت کیا کریں

ضروری اور اہم خبروں کا خلاصہ

★ کوالالمپور ۲۱ مئی۔ انڈونیشیا اور ملائیشیا کے درمیان وزارتی بات چیت اگلے پیر سے بنکاک میں شروع ہوگی۔ بات چیت میں ملائیشیا کے نائب وزیر اعظم تن عبد الرزاق اور انڈونیشی وزیر خارجہ آدم ملک حصہ لیں گے۔

★ دانانگ ۲۱ مئی۔ سرکاری فوج نے دانانگ میں باغیوں کے گڑھ اتن ہوئی پگوڈا (مندر) پر قبضہ کر کے بغاوت کو کچل دیا ہے لیکن جنوبی ویت نام کا اہم شہر ہیو ابھی تک باغیوں کے قبضے میں ہے۔

دریں اثنا سائیگون میں امریکہ کے خلاف خونریز مظاہرے ہوئے اور بلوائیوں پر قابو پانے کے لئے فوج بلانی پڑی۔

★ سیالکوٹ ۲۱ مئی۔ آج یہاں گرین روڈ اسٹریٹ میں تیزاب اور اسپرٹ کے گودام میں آگ لگ گئی۔ آگ سلنڈر پھٹنے سے لگی۔ سلنڈر پھٹنے سے سات افراد شدید زخمی ہو گئے۔ جن میں سے پانچ کی حالت نازک بیان کی جاتی ہے۔

★ راولپنڈی ۲۱ مئی۔ صدر ایوب نے کہا ہے کہ انسانیت کو جن مسائل کا سامنا ہے ان کو حل کرنے کے لئے سائنس اور مذہب کو ایک دوسرے میں سمو دینے کی ضرورت ہے انہوں نے کہا کہ ہمیں اپنی روزمرہ کی زندگی میں ہمیشہ اسلامی تعلیمات کے لافانی حقائق ہی سے رہنمائی حاصل کرنی چاہیئے۔

صدر نے اسلامی مشاورتی کونسل کے ارکان سے غیر رسمی بات چیت کے دوران کہا کہ اگر سائنس اور مذہب کو سمو دیا جائے تو اسلام کے احکام کو آسانی سے سمجھا اور سمجھایا جا سکتا ہے اور ان احکام سے ہمیں اپنے روزمرہ کے مسائل حل کرنے میں بڑی مدد مل سکتی ہے انہوں نے کہا کہ اسلام کے ذریعہ ہمیں اپنے مسائل حل کرنے کے ساتھ ساتھ جدید علوم کی پیچیدگیوں کو سمجھنے میں مدد مل سکتی ہے

★ راولپنڈی ۲۱ مئی۔ پاکستان کے وزیر تجارت مسٹر غلام فاروق نے تاجروں پر زور دیا ہے کہ وہ ایران اور ترکی میں کاروباری مواقع سے فائدہ اٹھائیں اور مشرق وسطیٰ کے ملکوں خاص طور پر سعودی عرب اور کویت کے ساتھ تجارت بڑھانے کے امکانات کا جائزہ لیں تاکہ ہماری برآمدی تجارت بڑھے اور ہم ترقیاتی منصوبوں کی ضرورتوں کو اپنے وسائل سے پورا کر سکیں۔ انہوں نے کہا کہ اس سال ہماری برآمدی تجارت کی آمدنی ساڑھے تین ارب روپے ہو جائے گی

★ لاہور ۲۱ مئی۔ میلہ جوڑ میں شرکت کے لئے بھارت سے آئے ہوئے سکھ یاتریوں کے جتھے کے سربراہ سردار رچھپال سنگھ امراؤ نے کہا ہے کہ بھارت اور پاکستان کو اپنے مسائل پر امن طریقے سے حل کرنے چاہئیں اور دونوں ملک کے عوام میں ایک دوسرے کے خلاف جذبات ابھارنے کی بجائے ان میں اخوت و محبت کے جذبات موجزن کرنے چاہئیں۔

★ اسلام آباد ۲۱ مئی۔ اسلام آباد دارالحکومت بننے کے بعد کینیڈا، فرانس، گھانا، مغربی جرمنی، افغانستان اور ترکی کے سفارت خانے یہاں منتقل ہو چکے ہیں ان کے علاوہ آسٹریلیا، برطانیہ، چین، ہندوستان، انڈونیشیا، ایران، اٹلی، جاپان، روس، امریکہ اور یوگوسلاویہ کے دفاتر بھی جزوی طور پر منتقل ہوتے ہیں۔ امریکی سفارت خانہ یکم جولائی تک مکمل طور پر یہاں منتقل ہو جائے گا۔ اسی طرح روسی سفارت خانہ بھی عنقریب یہاں کھل جائے گا۔

★ راولپنڈی ۲۱ مئی۔ مقبوضہ کشمیر میں مسلمانوں کو ختم کرنے اور تحریک آزادی کو کچلنے کے لئے نام نہاد گورنر ڈاکٹر کرن سنگھ نے جن سنگھیوں اور بھارتی فوج کو خاص ہدایات جاری کر دی ہیں اندیشہ ہے کہ اب مقبوضہ ریاست میں ہندو فرقہ پرست قتل و غارت گری شروع کر دیں گے

کرن سنگھ نے حال ہی میں نئی دہلی کا دورہ کیا اور جموں میں ایک جلسہ عام میں پاکستان کے خلاف انتہائی اشتعال انگیز تقریر کی انہوں نے ہندوؤں کو مشورہ دیا کہ وہ جنگ کونسلیں بنائیں۔ انہوں نے کئی خفیہ جلسے بھی بلائے جن میں جن سنگھی اور مہا سبھائی شریک تھے کرن سنگھ نے انہیں ہدایت کی کہ مسلمانوں کے خلاف مہم تیز کر دی جائے۔

★ بمبئی ۲۱ مئی۔ کانگرس پارٹی کی پالیسی بنانے والی کمیٹی کے اجلاس میں مجوزہ تعلیمی فاؤنڈیشن کی شدید مخالفت کی گئی۔ کانفرنس کے ہال کے باہر سینکڑوں طالب علموں نے اس کے خلاف زبردست مظاہرہ کیا۔ انہوں نے الزام لگایا کہ اندرا گاندھی امریکی ایجنٹ ہیں۔ پولیس نے چھبیس طلباء کو گرفتار کر لیا ہے

مسز مہاتے نے کہا کہ اگر فاؤنڈیشن قائم نہ ہو تو بہتر ہے اور اگر قائم ہو بھی جائے تو پھر اس کا کنٹرول بھارت کے پاس ہونا چاہیئے۔ انہوں نے اس کی بھی مخالفت کی کہ بھارت نے تمام تر انحصار امریکہ پر کیا ہوا ہے۔ بھارت امریکہ سے قرضے لے کر بچوں کے لئے دودھ حاصل کر رہا ہے۔

الفضل میں اشتہار دینا کلید کامیابی ہے

ھو الشافی

پرانی "لا علاج" بیماریوں کیلئے

جدید ہومیوپیتھی "کیوریٹو سسٹم" کی مجرب ادویات نہایت کامیاب ہیں۔ معالجین کیلئے معقول کمیشن۔ تفصیل کیلئے خود ملئے یا جوابی لفافہ بھیجئے

کیوریٹو میڈیسن کمپنی ۵ کمرشل بلڈنگ دی مال لاہور

ڈاکٹر راجہ ہومیو اینڈ کمپنی ربوہ

کیا آپ کو علم ہے؟

کہ

عالم اسلام کے دس ہزار سے زائد رسائل و اخبارات میں سے وہ کون سا واحد رسالہ ہے جسے دنیا کے تین صد ممتاز ترین رسائل میں سے ایک قرار دیا گیا ہے

ریویو آف ریلیجنز ربوہ

چندہ سالانہ دس روپے

دفتر ریویو آف ریلیجنز ربوہ

اعلان نکاح

میرے بیٹے عزیزم مرزا مبشر احمد پروفیسر لیّہ کا نکاح مورخہ ۱۰ اپریل کو عزیزہ طاہرہ ملک بنت ملک [illegible] اللہ صاحب انجینئر واپڈا کے ساتھ پڑھا گیا۔ عزیزم مبشر احمد محترم مرزا ناصر علی صاحب وکیل مرحوم و امیر جماعت فیروزپور کا پوتا اور محترم ڈاکٹر میر محمد علی مرحوم افریقی کا نواسہ، امیر عبد الواحد صاحب ایس پی مشرقی پاکستان کا بھانجا اور میر صلاح الدین صاحب ڈپٹی کمشنر کا پھوپھی زاد بھائی ہے۔ بزرگان سلسلہ و احباب جماعت دعا فرمائیں کہ یہ نکاح دونوں گھرانوں کے لئے بابرکت ثابت ہو۔ آمین ثم آمین۔

(بیگم مرزا منور علی صاحب)

نظارت تعلیم کے اعلانات

۱۔ داخلہ واپڈا ٹریننگ کورس

ارتھ موونگ سکول ایم پی او واپڈا جام شورو (حیدرآباد) میں ایک سالہ کورس مضامین (۱) ٹریکٹرز (۲) مکینکس (۳) آٹو الیکٹریشنز (۴) ڈریگ لائن اوپریٹرز (۵) ٹریکٹر اوپریٹرز۔ مستحقین کو وظیفہ ماہانہ ۵۰/- ماہوار۔

شرائط: میٹرک۔ عمر ۱۸ کے قریب۔ بعد ٹریننگ ایک سالہ سروس واپڈا لازم

مجوزہ فارم ٹکٹوں والا لفافہ بھیجکر پرنسپل ارتھ موونگ ٹریننگ سکول جام شورو سے درخواستیں ۱۵ جون ۶۶ء تک۔ (پ۔ ت۔ ر (۱))

۲۔ سینیئر اوپریٹرس و سپیشل ٹرینڈ مینیجرس

کراچی نیوکلیئر پاور سٹیشن میں۔ ٹریننگ اندرون پاکستان و کینیڈا میں۔ قبل ٹریننگ۔ تنخواہ ۳۱۵-۱۵-۳۶۰-۲۰-۶۰۰-۲۵/۲-۶۵۰۔ بعد ٹریننگ ۵۰۰-۲۵-۶۰۰۰ ۳۵-۵۰-۹۵۰

شرائط: انٹر سائنس (فزکس، کیمسٹری، ریاضی) انگریزی کی واقفیت اچھی۔ تجربہ۔ عمر ۳۰ تک۔

درخواستیں مجوزہ فارم پر ۱۵ جون ۶۶ء تک بنام سکرٹری پاکستان اٹامک انرجی کمیشن پی او بکس کراچی ۲۹

(پ۔ ت۔ ر (۲))

۳۔ کالج آف ایروناٹیکل انجینئرنگ ٹیکنیکل کیڈٹ داخلہ

ڈگری کورس الیکٹریکل و مکینیکل انجینئرنگ۔ اس کے بعد کمیشن افسر ٹیکنیکل برانچ۔ ابتدائی سروس ٹریننگ ۶ ماہ رسالپور پی اے ایف کالج میں۔ پھر ۳ سال کا ٹریننگ کورس کالج آف ایروناٹیکل انجینئرنگ کورنگی کریک کراچی۔ تنخواہ ٹریننگ ۱۷۰/- کمیشن ملنے پر ۷۵۰

شرائط: انٹرمیڈیٹ فزکس، کیمسٹری و ریاضی سیکنڈ ڈویژن۔ عمر ۱۶ تا ۲۲ تاریخ پیدائش ... غیر شادی شدہ۔ انٹرویو ہر بدھ کو ہی لئے ائیر فورس سلیکشن اینڈ انفارمیشن سنٹر کراچی، کوئٹہ، پشاور، حیدرآباد، لاہور، راولپنڈی، پشاور، ڈھاکہ۔ آخری تاریخ انٹرویو ۱۳ جون ۶۶ء۔ (پ۔ ت۔ ر (۳)) ناظر تعلیم

واقفین وقف عارضی کا نصب العین

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی تحریر

محترم مولانا ابوالعطاء صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد۔ ربوہ

مورخہ ۲۲ مئی ۶۶ء کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ خاکسار کے دفتر میں جو احاطہ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب میں واقع ہے تشریف لائے۔ کافی دیر تک تشریف فرما رہے اور مختلف امور پر گفتگو فرماتے رہے۔ محترم شیخ بشیر احمد صاحب ایڈووکیٹ اور محترم ثاقب صاحب زیروی اور محترم قاضی محمد رفیق صاحب بھی اسی دوران حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ محترم شیخ صاحب کے مکان کا مجوزہ نقشہ بھی حضور نے ملاحظہ فرمایا۔ شیخ صاحب کی درخواست پر حضور نے اس کے لئے بھی دعا فرمائی۔ دفتر میں کام کرنے والوں اور وقف عارضی کے ماتحت وقف کرنے والوں کے لئے بھی حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے دعا فرمائی۔

وقف عارضی کے ماتحت وقف کرنے والوں کا ایک خاص رجسٹر تیار کیا جا رہا ہے۔ ہر ایک واقف کا الگ الگ کھاتہ ہے اسے ملاحظہ فرما کر حضور ایدہ اللہ بنصرہ نے اپنے دست مبارک سے واقفین کے نصب العین کے طور پر حسب ذیل عبارت نقل فرمائی:-

"اِنَّ صلوتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ ربّ العالمین

؎ جان دی دی ہوئی اسی کی تھی!
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا"

خاکسار
مرزا ناصر احمد
۲۲/۵/۶۶

واقفین زندگی احباب کو ہمیشہ یہ نصب العین یاد رکھنا چاہیئے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق بخشے۔ آمین۔

دعائے مغفرت

میری ہمشیرہ حسن آرا بیگم بنت محترم قریشی افضال احمد صاحب مرحوم مبلغ ملکانہ مورخہ ۲۳ مئی ۱۹۶۶ء بوقت نماز فجر ۲۳ سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اسی روز نماز عصر کے بعد نماز جنازہ پڑھائی بعدہٗ مرحومہ کو حسب وصیت بہشتی مقبرہ میں سپرد خاک کیا گیا۔ قبر پر مکرم مولوی محمد صدیق صاحب صدر عمومی نے دعا کرائی۔

مرحومہ بہت نیک اور اوصاف حسنہ کی مالک تھیں۔ انہوں نے ایک بچی اور دو فرزند یادگار چھوڑے ہیں جو سب نوعمر ہیں احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت الفردوس میں درجات بلند فرمائے اور ان کے چھوٹے چھوٹے بچوں کا دین و دنیا میں حافظ و ناصر اور کفیل ہو۔ آمین

مبارک احمد دکاندار
گولبازار۔ ربوہ

علامہ نیاز فتحپوری مرحوم

اردو کے مشہور ادیب علامہ نیاز فتح پوری ۲۴ مئی کی صبح کو کراچی میں انتقال کر گئے اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی عمر ۸۱ برس تھی۔ مرحوم طویل عرصے سے سرطان کے مرض میں مبتلا تھے۔ گزشتہ چند ہفتوں سے آپ کی حالت خراب ہو گئی تھی۔

آپ کا پورا نام نیاز محمد خان تھا۔ فتح پور (یوپی) میں ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوئے والد کا نام محمد امیر خان تھا۔ جو فارسی کے مشہور شاعر امیر شاد تھے۔ امام بخش صہبائی کے ارشد تلامذہ میں شمار ہوتے تھے۔ انہوں نے فارسی کی متداول ادبیات کے علاوہ نیاز مرحوم کو دوسرے اساتذۂ ہند و عجم کا کلام نظم و نثر بھی پڑھایا۔ اسی درس تعلیم نے نیاز صاحب میں ادبی نکھار پیدا کیا۔ مکتب کی تعلیم سے فارغ ہوئے تو انگریزی پڑھنے کا شوق چرایا۔ ایک روایت ہے کہ ایف اے تک انگریزی پڑھی۔ ان کے جاننے والوں کا کہنا ہے کہ وہ سکول و کالج کے جگ میں نہ پڑھے تھے۔ انگریزی خود پڑھی؛ ذہانت و دراکی کا یہ عالم تھا کہ بہت جلد اس زبان پر عبور حاصل کر لیا۔ اور انگریزی ادبیات سے استفادہ کرنے لگے۔ انگریزی کی طرح ترکی بھی انہوں نے خود پڑھی اور دو تین مہینوں میں اتنی استعداد پیدا کر لی کہ مشہور ترک ادیب نامق کمال کے متن سے اسی کی زبان میں لطف اندوز ہونے لگے۔ ایک پر شکوہ ادبی کارنامہ "گیتانجلی" کا ترجمہ ہے۔ یہ ترجمہ شائع ہوا تو ملک کے ادبی حلقوں نے پہلی مرتبہ محسوس کیا کہ مطلع ادب پر ایک درخشندہ ستارہ طلوع ہوا ہے۔ نیاز مرحوم نے انشائے لطیف اور ادب عالیہ میں گراں قدر اضافے کئے۔ ان کے قلم سے بے شمار ادب پارے، افسانے، تنقیدی مضامین اور مستقل تصانیف نکلیں۔ ان کی تحریریں۔ ندرت قلم اور نزاکت خیال کا مرقع ہیں آپ کی معرکہ آرا کتاب "شہاب کی سرگزشت" ہے جو ادبی شاہکار تسلیم کی جاتی ہے

نیاز مرحوم نے کچھ عرصہ ریاست بھوپال میں ملازمت بھی کی۔ پولیس کے دفتر میں ہیڈ کلرکی کرتے رہے۔ ریاست کے چیف سیکرٹری نواب حمید اللہ خان ڈاکٹر بجنوری مرحوم کی تحریک پر نیاز صاحب کے لئے ادبی خدمات کا وظیفہ مقرر کر دیا اور یوں نیاز صاحب کو دفتری جھنجھٹ سے نجات مل گئی۔ یہ [?]۱۹۱۹ء کا واقعہ ہے نیاز صاحب کے دوستوں نے اصرار کیا کہ وہ نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ (والیٔ بھوپال) کی سالگرہ کے موقعہ پر کوئی تصنیف پیش کریں۔ سالگرہ میں دو مہینے تھے۔ انہوں نے حامی بھر لی اور دو ماہ میں نہ صرف کتاب "گہوارۂ تمدن" تصنیف کی بلکہ طبع کرا کے سالگرہ کے دن پیش کر دی۔ ۱۹۲۳ء میں انہوں نے اپنا مشہور ادبی رسالہ "نگار" جاری کیا۔ جب تک نیاز صاحب بھارت میں رہے یہ رسالہ لکھنؤ سے باقاعدگی سے نکلتا رہا۔ جب وہ پاکستان منتقل ہو آئے تو کراچی سے نگار کا اجراء ہوا۔ نگار نیاز فتح پوری کی تخلیقات اور نظریات ہی کی اشاعت کا وسیلہ نہ تھا۔ ادب اردو کی خدمت میں بھی اس نے اہم کردار ادا کیا۔

نیاز مرحوم نے نقد و نظر کا ایک نیا اسلوب اختیار کیا تھا۔ وہ اپنا اصولِ تنقید یہ بتاتے تھے کہ "ناقد کا کام ہے کہ ہر تصنیف کو منصفانہ نگاہ سے دیکھے اور اس کے محاسن و معائب پر التفات سے قلم اٹھائے اور سوائے اظہار حقیقت کے کوئی اور غرض اس کے پیش نظر نہ ہو۔"

مرحوم جماعت احمدیہ کی عظیم الشان اسلامی خدمات کے دل سے معترف تھے چنانچہ آپ نے بارہا "نگار" میں جماعت احمدیہ کی اسلامی خدمات پر اسے شاندار الفاظ میں خراج تحسین پیش کیا۔ اور حق گوئی کی ایک بہت اچھی مثال قائم کر دکھائی۔

ادارہ "الفضل" ایسے ادیب شہیر، نامور اہل قلم اور خادم ادب کی وفات پر دلی افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ان کے جملہ پسماندگان کے ساتھ دلی ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتا ہے!

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۷